سے زائد سب کچھ خرچ کردو!" ــــــ یہ کہاں تک درست ہے؟

جزاکم اللہ ــــــ والسلام!

جوابات

۱۔ حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں جب موجود صحابہ کرامؓ سے قلم ودوات لانے کو کہا، تو اس موقع پر فی الواقعہ حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا: "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" اور یہ واقعہ "قرطاس" صرف صحیح بخاری ہی میں نہیں، دیگر کتب صحاح میں بھی موجود ہے۔

منکرین حدیث اور بالخصوص پرویزی عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی نے آپؐ کے مرض الموت میں "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" کہہ کر احادیث رسول اللہؐ سے بے نیازی کا اظہار فرمایا تھا، تو پھر ان احادیث کی ضرورت بھی کیا باقی رہ جاتی ہے؟

اس سلسلہ میں میرا ایک طویل مضمون "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" کے عنوان سے محدث مارچ ۱۹۸۴ء میں چھپ چکا ہے، اسے ملاحظہ فرمالیجئے۔ سردست چند اشارات پر اکتفاء کروں گا:

(ا) کتاب اللہ سے مراد وحی منزل من اللہ (شریعت) ہے۔ خواہ یہ وحی، وحی جلی ہو یا وحی خفی۔ بالفاظِ دیگر کتاب اللہ کا اطلاق کتاب وسنت دونوں پر ہوتا ہے۔ اور حضرت عمرؓ نے بھی جب یہ الفاظ کہے تھے تو اس سے مراد یہ دونوں چیزیں تھیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص آپؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا "یا رسول اللہؐ! میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کردیجئے" اب دوسرا فریق، جو پہلے سے کچھ زیادہ سمجھدار تھا، کہنے لگا کہ "ہاں یا رسول اللہؐ! ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق فرمائیے اور بات کرنے کی مجھے اجازت دیجئے" آپؐ نے فرمایا: "اچھا، بیان کر" اُس نے کہا کہ "میرا بیٹا اِس شخص (فریق ثانی) کے پاس نوکر تھا۔ اور اُس نے اِس شخص کی بیوی سے زنا کیا ہے۔ میں نے سَو بکریاں اور ایک غلام دے کر اپنے بیٹے

کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد میں نے کئی عالموں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تیرے بیٹے کے لیے سزا ۱۰۰ سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، اور اس شخص کی بیوی کے لیے "رجم" ہے۔ رسول اللہ نے یہ سن کر فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ جَلَّ ذِكْرُهُ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا"

(بخاری، کتاب المحاربین، باب الاعتراف بالزنا)

"اس پروردگار کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کا ذکر بلند ہے، میں تم دونوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ ۱۰۰ سو بکریاں اور غلام (جو تو نے دیے) تجھے واپس ہوں گے اور تیرے بیٹے کی سزا ۱۰۰ سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ اور اے انیس! کل صبح اس عورت کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے رجم کر دو۔" چنانچہ انیس صبح اس عورت کے پاس گئے، اس نے اعتراف کر لیا تو انیس نے اسے رجم کر دیا۔"

رجم کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم دینے سے قبل اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ پھر رجم کا حکم بھی دیا۔ معلوم ہوا کہ کتاب اللہ سے مراد صرف قرآن کریم نہیں بلکہ احادیث بھی اس میں داخل ہیں۔ لہٰذا حضرت عمرؓ کے نزدیک کتاب اللہ سے مراد تمام تر وحی منزل من اللہ یعنی شریعت تھی نہ کہ صرف قرآن کریم!

کتاب اللہ سے جو کچھ حضرت عمرؓ مراد لیا کرتے تھے، اس کے متعلق امام بخاریؒ نے ایک باب باندھا ہے۔ جس کا عنوان یہ ہے:

"بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ: كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللهِ

فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ" (صحیح البخاری ص۳۴۲ طبع مصر)

"مکاتب کا بیان اور ان شرطوں کا بیان جو جائز نہیں اور کتاب اللہ کے مخالف ہیں۔ اور جابر بن عبداللہؓ نے ایسی شرطوں کے بارے میں کہا اور ابن عمرؓ یا عمرؓ نے بھی کہ "ہر وہ شرط جو کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ باطل ہے، خواہ ایسی سو شرطیں باندھی جائیں۔"

اگر کتاب اللہ سے مراد صرف قرآن کریم لیا جائے، تو قرآن کریم میں تو مکاتبت کی کوئی شرط مذکور ہی نہیں۔ پھر مخالفت یا موافقت کیسی؟ البتہ ایسی شرائط چونکہ سنتِ رسول اللہ میں مذکور ہیں، لہٰذا یہاں کتاب اللہ سے مراد سنتِ رسولؐ ہی لیا جا سکتا ہے۔

اب خود ہی دیکھ لیجئے کہ ان واضح دلائل کے بعد منکرینِ حدیث کے اس اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟

(ب) کتاب اللہ میں قرآن وحدیث دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ تاہم شریعت کے عملی نمونہ، سنت کی اہمیت کو مزید اجاگر کرنے کے لئے رسول اللہؐ نے کتاب اللہ کے ساتھ اپنی سنت کا الگ بھی ذکر فرمایا!

(ج) قرآنِ کریم کتاب اللہ بھی ہے اور کلام اللہ بھی۔ جب کہ سنتِ رسولؐ پر کتاب اللہ کا اطلاق تو ہو سکتا ہے، کلام اللہ کا نہیں ہو سکتا۔

۲۔ قربانی کی شرعی حیثیت

قربانی کی شرعی حیثیت سے انکار بھی منکرینِ حدیث کا مرغوب موضوع ہے۔

"اَلنَّحْر" لغوی لحاظ سے سینہ کے اوپر کے حصہ کو کہتے ہیں۔ اور "نَحْرُ النَّهَارِ اَوِ الشَّهْرِ" دن یا مہینہ کے ابتدائی حصہ کو (المنجد ص۹۴) اس لحاظ سے بعض مفسرین نے "فَصَلِّ لِرَبِّكَ" کی مناسبت سے "وَانْحَرْ" کے معنی سینہ کے اوپر ہاتھ باندھنے کے بھی کئے ہیں، اور اول وقتوں میں نماز ادا کرنے کے بھی۔

پھر "مَنْحَرْ" کے معنی گلے میں زخم لگانے یا ذبح کرنے کی جگہ کے بھی ہیں۔ اور "اِنْتَحَرَ" بمعنی خودکشی کرنا اور "نَحِيْر" ذبح کئے ہوئے جانور کو کہتے ہیں "المنجد ص۹۴" سورۃ الکوثر میں کوثر کی عطا کی مناسبت سے "وَانْحَرْ" کے معنی قربانی کرنا زیادہ راجح اور انسب ہے۔ جیسے کہ ایک دوسری آیت:

"اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"